جہات

مقصد سے انحراف کا نتیجہ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

امابعد: کوئی بھی قوم جب اپنے طے شدہ نظامِ حیات سے انحراف کرتی ہے تو اسے کئی قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مسائل معاشرتی، معاشی، انتظامی، قانونی، اخلاقی، لسانی، خارجی، داخلی، شخصی اور اجتماعی غرضیکہ ہر سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ اگر انحراف اسفل سے اعلیٰ کی طرف ہو تو مسائل کے لیے مصلح قوت موجود ہوتی ہے اور معاشرہ ترقی کرتا ہے اور اگر خدانخواستہ انحراف اعلیٰ سے اسفل کی طرف ہو تو معاشرہ انار کی بے امنی، خوف و ہراس، بے یقینی، نفسا نفسی اور ظلم و تشدد کی آماج گاہ بن جاتا ہے۔

اسلامی ممالک میں اس وقت ایک کش مکش چل رہی ہے سوسائٹی کئی دھڑوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہے۔ اگر ہم ان دھڑوں کا تجزیہ کریں تو شکل کچھ اس طرح کی ہمارے سامنے آتی ہے۔

خالص اسلامی مذہبی جذبہ اور وفاداری رکھنے والا دھڑا۔ جسے آج کل بنیاد پرست کا طعنہ دے کر مغرب بڑے خونخوار طبقے کے طور پر مسلمانوں اور دیگر اقوام کے سامنے پیش کر رہا ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یہ طبقہ صرف اور صرف یہ چاہتا ہے کہ اسلام اپنی اصلی شکل و صورت میں واجب التعمیل رہے اور اسلام کو واجب التعمیل بنانے کے لیے اپنی تمام تر کوشش صرف کرتا ہے بعینہٖ اسی طرح جس طرح کوئی بھی جمہوریت پسند انسان اس نظریہ کو مقبولِ عام کرنے کے لیے اور اس فلسفہ کے واجب التعمیل ہونے کے لیے اپنی کوشش صرف کرتا ہے۔ اس مذہبی طبقے کے اندر مختلف چھوٹے چھوٹے گروہ ہیں جو اپنے نقطۂ نظر کے ساتھ بہت مخلص ہیں اور ان کے اخلاص کی شدت کو ان دیکھا ہاتھ اس طرح

استعمال کرتا ہے کہ خود مذہب کی حیثیت مشکوک ٹھہرتی ہے۔ حالانکہ مذہب میں اس قسم کے تشدد کی کبھی بھی گنجائش نہیں رہی ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے گروہ اپنے حقیقی نصب العین یعنی اسلام بحیثیت مجموعی واجب التعمیل کو گروہی تعصب کی شدت میں گم کر بیٹھے ہیں اور اب نصب العین گروہی عناد کے جذبات کی تسکین رہ گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں پوری مذہبی سوسائٹی باہمی عناد کی آگ میں بھسم ہو رہی ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ لوگ جو براہ راست اس جنگ عناد باہمی میں شریک نہیں ہیں وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ شاید یہ سب مذہب کو مان لینے کے نتیجے میں ظہور پذیر ہو رہا ہے جبکہ یہ سب کچھ مذہبی تعلیمات کے سراسر منافی ہے کوئی بھی مذہب اس قسم کی باہمی سرپھٹول کی تعلیم نہیں دیتا۔

دوسرا دھڑا جو خالص لامذہب سیکولر جمہوریت کا حامی ہے۔ اور مذہبی دھڑے کو اس ساری صورت حال کا الزام دیتا ہے۔ لیکن خود بھی مفادات کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کا شکار ہے اور مختلف گروہوں کی شکل میں جاگیردار، سرمایہ دار، کارخانہ دار وغیرہ کی حدود میں محدود ہو کر سیاسی قوت کے حصول کے لیے سیاسی پارٹیوں کی صورت میں ایک دوسرے سے برسر جنگ ہے۔ اس دھڑے کی باہمی جنگ میں بھی ایک ان دیکھا ہاتھ کار فرما ہے جس کا تذکرہ اکثر و بیشتر برسر عام ہوتا رہتا ہے۔

مسلمان معاشروں میں ایک تیسرا بہت بڑا دھڑا بھی ہے اور وہ ہے ان سیدھے سادے مسلمانوں کا جو نہ تو مذہبی اعتبار سے جدید اصطلاح میں جنونی ہے اور نہ ہی لامذہب سیکولر جمہوری ہے۔ بلکہ اپنی نجی اور معاشرتی زندگی کو خالص اسلام کے نظام حیات کے مطابق گذارنے کا متمنی ہے۔ اسلام کے خلاف بات نہیں سن سکتا۔ لیکن اتنا متشدد بھی نہیں ہے اور اعتدال کی راہ پر چلنا پسند کرتا ہے اپنی نجی زندگی اور پرائیویٹ زندگی میں اسلامی احکامات پر عمل کرتا ہے اس کی کوئی پارٹی نہیں۔ ہر ایک اچھے کام میں آگے بڑھتا ہے۔ مقدور بھر برائی کو مٹاتا ہے لیکن قوت نافذہ اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ سوسائٹی میں اسلام کو واجب التعمیل نہیں دیکھتا تو بے چین ہو جاتا ہے۔

اگر اس صورت حال کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ معاشرہ کی کوئی بھی کل اپنے زاویے پر ٹھیک نہیں بیٹھتی اور بگاڑ کی تمام صورتیں اپنی بسیار خرابی کے ساتھ نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جا رہی ہیں۔

پاکستان کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پارلیمنٹ ہاؤس اور صوبائی اسمبلی ہالوں سے لے کر عوامی محافل تک۔ کراچی شہر کی صورت حال ہو یا پنجاب میں دن دیہاڑے سے پڑنے والے ڈاکے کشمیر میں مسلمانوں

کا بہایا جانے والا خون۔ سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ یہ سلسلہ دراصل اسی وقت سے شروع ہوتا ہے جب سے ایک طے شدہ امر سے انحراف کا سلسلہ شروع ہوا یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ مسلمانانِ برصغیر نے پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے کی گونج کی بازگشت ابھی تک سنائی دیتی ہے۔ اس طے شدہ معاملہ میں انحراف من الاعلیٰ الی الاسفل کی جو پالیسی من حیث القوم ہم نے اپنائی اس کا انجام اس سے بہتر کبھی نہیں ہو سکتا ہم نے اسلام کے حیات بخش منزل من اللہ نظام کو چھوڑ کر انسانی ذہن کے زائیدہ نظام کی تقلید کی ہے اب بھی وقت ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے نظام کو رائج کیا جائے۔ اگر مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی ایسا نہ کیا تو وہ دن زیادہ دور نہیں جب یہ پھر سے استعماری قوتوں کی دریوزہ گری پر مجبور ہوں گے اور آئندہ نسلوں کو ورثے میں غلامی دے کے مریں گے۔

فقیر غلام حسین